

ہے کہ اُن کو ملک کی خلافت (سلطنت) ضرور عطا کرے گا جیسے کہ اُن لوگوں کو عطا کی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں، اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے جمع کرے گا اور خوف و خطر جو اُن کو لاحق ہے اس کے بعد ان کو اس کے بدلے میں امن دے گا۔“

﴿... أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَذَا لَلْبَلَاغَ لِقَوْمٍ عَبْدِينَ ۝﴾ (الانبیاء : ۱۰۶، ۱۰۵)

”... زمین کی (سلطنت) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس میں بے شک عابدین کو (بشارت کا) پہنچا دیتا ہے۔“

﴿الَّذِينَ إِذَا مَكَتَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَخَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ﴾ (الحج : ۴۱)

”یہ لوگ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور لوگوں کو اچھے کاموں کے لئے کہیں گے اور برے کاموں سے منع کریں گے۔“

﴿وَأَوْزَكْنَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِينَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطْفُتْهَا ۗ﴾

(الاحزاب : ۲۷)

”اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا اور نیز اس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم نہیں رکھا تھا، تم ہی کو مالک بنا دیا۔“

﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَعْيُهُمْ وَهُمْ يُشْغَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۗ﴾

(آل عمران : ۱۲)

”اے پیغمبر! کفار سے کہہ دو کہ تم مغلوب ہو گے اور قیامت میں جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے۔“

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾

(آل عمران : ۱۳۹)

”نہ ہمت ہارو اور نہ آزرده خاطر ہو، اگر تم سچے مسلمان ہو تو (آخر کار) تمہارا ہی بول بالا ہے۔“

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ...﴾ (المنافقون : ۸)

”اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کے لئے ہے....“

﴿ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ ... ﴾

(محمد : ۳۵)

”(مسلمانو!) تم نہ بودے ہو اور نہ دشمنوں کو (عاجز ہو کر) صلح کی طرف بلاؤ اور آخر کار تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے...“

﴿ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ﴾

(المجادلة : ۲۲)

”یہ خدائی گروہ ہے۔ خدائی گروہ ہی (آخر کار) کامیاب رہے گا۔“

﴿ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

الْمُغْلِبُونَ ۝ ﴾ (المائدة : ۵۶)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو کر رہے گا تو (وہ اللہ والا ہے اور) اللہ والوں کا ہی بول بالا ہے۔“

﴿ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ ﴾

(المجادلة : ۲۱)

”اللہ لکھ چکا ہے کہ ہم اور ہمارے پیغمبر ضرور غالب ہو کر رہیں گے بے شک اللہ زور آور اور زبردست ہے۔“

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ﴾ (الروم : ۴۷)

”اور ایمان والوں کو مدد دینا ہم پر لازم ہے۔“

﴿ وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ ﴾ (الصُّفَّت : ۱۷۳)

”اور ہمارا لشکر (اسلام) ہی ضرور غالب ہو کر رہے گا۔“

﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ ﴾ (الحج : ۳۰)

”اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اُس کی مدد کرے گا۔“

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۗ ﴾ (آل عمران : ۱۲۳)

”بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی تھی، حالانکہ (اُس وقت دشمن کے مقابلہ میں) تمہاری کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔“

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴾

(محمد : ۷)

”مسلمانو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں کے مقابلے میں تمہارے قدم جمائے گا۔“

﴿ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ
الْأَشْهَادُ ﴾ (المؤمن : ۵۱)

”ہم دنیا کی زندگی میں بھی اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے۔“

﴿ وَادْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ
يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ (الانفال : ۲۶)

”اور وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو پکڑ کر اڑانہ لے جائیں، پھر اللہ نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔ (یہ سب احسانات ہیں) اس لئے کہ تم شکر کرو۔“

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ
يَسْتَضَوُّونَ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۗ ﴾ (المائدة : ۱۱)

”مسلمانو! اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ جب کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی کا قصد کیا تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔“

﴿ إِنْ يَتَّخِذْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ... ﴾ (آل عمران : ۱۶۰)

”اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو پھر کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا۔“

﴿ سَتَلْقَىٰ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرَّغْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ... ﴾

(آل عمران : ۱۵۱)

”ہم عنقریب تمہاری ہیبت کافروں کے دلوں میں بٹھا کر رہیں گے، کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے۔“

﴿ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَانَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مَانَتَيْنِ ۖ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ

يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ ﴾ (الانفال : ۶۶)

”تو اگر تم میں سے ثابت قدم رہنے والے سو (۱۰۰) ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے، اور اگر تم میں سے (ایسے) ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اور اللہ ایسے لوگوں کا ساتھی ہے جو صبر کرتے ہیں۔“

﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ... ﴾

(البقرة : ۲۰۱)

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے۔“

﴿ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۗ

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ ﴾ (النحل : ۳۰)

”جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں (بھی) بھلائی ہے اور ان کا آخری ٹھکانا تو (اس سے) کہیں بہتر ہے۔“

﴿ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسُنَ ثَوَابُ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ ۝ ﴾ (آل عمران : ۱۳۸)

”تو اللہ نے ان کو دنیا میں بدلہ دے دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ اور اللہ خلوص دل سے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

﴿ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

كُلِّهِ ... ﴾ (الصف : ۹)

”وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو پورے دین (نظام) پر غالب رکھے۔“

﴿ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ۝ ﴾

(النساء : ۵۳)

”سو خاندانِ ابراہیمؑ کے لوگوں کو ہم نے کتاب اور علم دیا اور ان کو بڑی

بھاری سلطنت بھی دی۔“

﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مِمَّا لَمْ يَأْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ ﴾ (المائدة : ۲۰)

”اور ایک واقعہ یہ بھی یاد دلاؤ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: بھائیو! اللہ نے جو تم پر احسانات کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ بھی بنایا اور تم کو وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔“

﴿ فَأَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ ۚ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝ ﴾ (الصف : ۱۱۳)

”چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لایا اور ایک گروہ کافر رہا۔ تو جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی تائید کی۔ اور آخر کار وہی غالب رہے۔“

﴿ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۖ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُمْ فَمَا كَانُوا الْغَالِبِينَ ۝ ﴾ (الصافات : ۱۱۶)

”اور ہم نے موسیٰ و ہارون پر بھی احسانات کئے۔ اور آخر کار دونوں (بھائیوں) کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت (یعنی فرعون کی غلامی) سے نجات دی اور (فرعون کے مقابلے میں) ان کی مدد کی۔ تو آخر کار یہی لوگ غالب رہے۔“

﴿ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنْتَهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ ۖ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَازًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ ﴾

(الانعام : ۶)

”کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر مارا جن کی ہم نے ملک میں ایسی مضبوط جڑ باندھ دی تھی کہ (اے منکرو!) ابھی تک تمہاری بھی ایسی جڑ نہیں باندھی اور (ہم نے پانی کی) اس قدر افراط کی کہ (اوپر سے تو) ان پر موسلا دھار مینہ برسایا اور نیچے سے سرس رواں کر دیں“

پھر ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے ہلاک ہونے کے بعد اور امتیں نکال کھڑی کیں۔“

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ ﴾

(الاعراف : ۹۶)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کا طریقہ اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے، مگر ان لوگوں نے (ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا تو ان کے کرتوتوں کی سزا میں جو وہ کرتے تھے، ہم نے ان کو عذاب میں دھر پکڑا۔“

﴿ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۱۰)

”اور اے نبی آدم! ہم نے تم کو زمین میں (رہنے اور اس میں تصرف کرنے کے لئے) جگہ دی اور اسی میں تمہارے لئے زندگی کے سامان میاں کئے ہیں، سو تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔“

﴿ ... وَآمَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ ... ﴾ (بنی اسرائیل : ۶)

”اور مال سے اور بیٹوں سے ہم نے تمہاری مدد کی۔“

﴿ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ﴾

(نوح : ۱۲)

”اور وہ مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ لگائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔“

ان آیتوں میں ارشاد ہوا ہے کہ خدا مؤمنین کا ناصر و یاور ہے۔ اور مؤمن ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ انتہائی دنیاوی ترقی اور غلبہ ان کو حاصل ہو۔

اب وہ آیتیں درج ہوتی ہیں جن میں یہ ارشاد ہے کہ قومی ذلت و محتاجی و مسکنت خدا کے غضب و ناراضی کی علامت ہے :

﴿ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلِيلَةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءَ وَبَغَضِبَ مِنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ

بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ﴿٦١﴾

(البقرة : ۶۱)

”اور ان پر محتاجی اور ذلت تھوپ دی گئی اور خدا کے غضب میں آگئے، یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔“

﴿ أَفْتَوْمُؤْنٌ بِنِعْمِ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ ۖ ﴾ (البقرة : ۸۵)

”تو کیا تم کتاب الہی کی بعض کتابوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے؟ پس جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس کے سوا ان کا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت اور رسوائی ہو اور آخر کار قیامت کے دن بڑے سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں۔“

﴿ لَّهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ﴾

(البقرة : ۱۱۳)

”ان کیلئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔“

﴿ ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الدَّلَّةَ آيِنَ مَا تُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلِ مَنِ النَّاسِ وَبَاءَ وَبِعَصْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةَ ۗ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ ۗ ﴾

(آل عمران : ۱۱۳)

”جہاں دیکھو ذلت ان کے سر پر سوار ہے، کہیں اللہ کے ذمہ یا انسانوں کے ذمہ میں پناہ مل گئی تو یہ اور بات ہے، اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں، اور محتاجی ہے کہ الگ ان کے پیچھے پڑی ہے۔ یہ اس کی سزا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور اس کے علاوہ پیغمبروں کو بھی ناحق قتل کیا کرتے تھے۔“

﴿ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۱۵۲)

”جو لوگ پھڑے کو (پرستش کے لئے) لے بیٹھے عنقریب ان پر ان کے پروردگار کا غضب نازل ہو گا اور دنیا کی زندگی میں ذلت (اس کے علاوہ)۔ اور جھوٹ بہتان باندھنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں۔“

﴿الْأَقْوَمُ يُؤْنَسُ ۖ لَمَّا امْتُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝﴾ (یونس : ۹۸)

”مگر یونس کی قوم کے لوگ جب ایمان لے آئے تو ہم نے دنیا کی (اس) زندگی میں ان سے رسوائی کے عذاب کو دفع کر دیا اور ان کو ایک خاص وقت تک رسایا بسایا۔“

﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۝﴾

(الرعد : ۳۳)

”ان لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب (جو) انہیں ہو گا وہ) اور زیادہ سخت ہے۔“

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن مَّكَانٍ فَكَفَّرَتْ بِأَنعَمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝﴾ (النحل : ۱۱۲)

”اور اللہ ایک گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے کہ وہاں کے لوگ (ہر طرح) امن اور اطمینان کے ساتھ تھے، ہر طرف سے با فراغت ان کا رزق ان کے پاس چلا آتا تھا، پھر انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو ان کے کرتوتوں کے بدلے میں اللہ نے ان کو مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو ان کا اوڑھنا اور بچھونا بنا دیا۔“

﴿لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابَ الْخِزْيِ ۝﴾

(الحج : ۹)

”ایسے کی سزا دنیا میں بھی رسوائی ہے اور قیامت کے دن بھی ہم اس کو دوزخ کا مزہ چکھائیں گے۔“

﴿لَقَدْ كَانَ لِسِيَّاءٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَيْنِ فِي يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا

مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۗ بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبُّ غَفُورٌ ۝ فَاعْرَضُوا
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ... ﴿۱۰﴾

”سبا (کے لوگوں) کے لئے ان کے (اپنے ہی) گھروں میں (اللہ کی قدرت کی) ایک بڑی نشانی موجود تھی۔ (سرزمین کیا تھی کہ بیچ میں سے گزر جانے والے کے لئے) داہنے ہاتھ اور بائیں ہاتھ دو باغ تھے۔ (ہم نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ) اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو (دنیا میں رہنے کو ایسا عمدہ شر اور (آخرت میں گناہ) بخشنے والا پروردگار۔ اس پر بھی انہوں نے (ہمارے حکم کی) کچھ پرواہ نہ کی تو ہم نے (بھی بند توڑ کر) ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیج دیا...“

﴿كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْتَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝
فَإِذَا قَهَمُ اللَّهُ الْحَزْمِي فِي الْحَبِوَةِ الدُّنْيَا ۗ وَلِعَذَابِ الْأَجْرَةِ أَكْبَرُ﴾

(الزمر : ۲۶۲۵)

”جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا، تو ان کو عذاب الہی نے ایسی طرف سے آیا کہ انہیں اس کی کچھ خبر بھی نہ تھی۔ تو (ان کو) اسی دنیا کی زندگی میں اللہ نے (ذلت اور) رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو (اس سے) کہیں بڑھ کر رہے۔“

ان آیتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اصلی مؤمن ہونے کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ پورے غالب ہوں، صاحب طاقت ہوں، صاحب ثروت ہوں، اور اللہ تعالیٰ ان کا ناصر و مددگار ہو۔ اور جس قوم کا ناصر و مددگار اللہ تعالیٰ ہو وہ ہمیشہ غالب رہے گی، کبھی ذلیل نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے دنیاوی طبقے نے عموماً بد قسمتی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ مسلمانوں کی ”روحانی ترقی“ سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں، ہم کو مسلمانوں کی ”دنیاوی ترقی“ کی فکر چاہئے۔ لیکن جس طرح مسلمانوں کی ”روحانی ترقی“ کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ دنیاوی ترقی نہ کریں اسی طرح مسلمان دنیاوی ترقی نہیں کر سکتے جب تک وہ مذہبی نہ بنیں۔

دنیا میں کوئی قوم مضبوط اور قوی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے افراد میں ایثار اور قربانی نہ ہو اور وہ اپنے ذاتی مقاصد کو قومی اور ملکی کاموں کے لئے قربان کرنے لئے تیار نہ ہوں۔ قوموں کو مضبوط اور زبردست بنانے میں سب سے زیادہ اہم حصہ ان کے افراد کی قربانی اور ایثار کا ہوتا ہے جس کے بغیر علم اور دولت وغیرہ بھی زیادہ مفید نہیں ہوتے۔ کام کرنے والوں میں یہ قربانی اور ایثار کے جذبات مذہب اور حب وطن کے جذبات سے پیدا ہو سکتے ہیں، جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر ہے، کسی ملک پر نہیں۔ اس لئے ان کو اگر کوئی جذبہ پورے ایثار اور قربانی کے لئے آمادہ کر سکتا ہے تو وہ فقط مذہب کا جذبہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ مسلمان مذہب کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور دوسری چیزوں کے لئے وہ ایثار اور قربانی کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہوتے۔

چونکہ ہمارے دنیاوی طبقے کے بڑے حصے نے اپنا عمل اس رنگ میں رکھا کہ ہم سے اور مذہب سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہے، اس لئے نہ تو خود وہ پورا ایثار کر سکے اور نہ عام مسلمان ان کے کاموں میں پوری قوت کے ساتھ شریک ہو سکے۔ مستثنیات ہر قاعدے میں ہو سکتے ہیں۔

اور اس وجہ سے مسلمان دوسری اقوام کے مثل ”دنیاوی ترقی“ بھی نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ تھوڑا سا روپیہ جمع کرنے یا چند آدمیوں کے انگریزی پڑھ جانے سے ہی قوم مضبوط اور قوی نہیں ہو سکتی۔ قوم کو مضبوط اور طاقتور کرنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان میں سب سے زیادہ اہم ایثار اور قربانی ہے جس کے بغیر قوم مردہ اور بے جان رہتی ہے۔ یہ بات اس مثال سے زیادہ واضح ہو جائے گی۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص مال دار بھی ہے اور یورپ کا سند یافتہ بھی ہے، لیکن وہ اپنی قوم کے لئے ایثار اور قربانی کے لئے تیار نہیں ہے اور قومی کام نہیں کرتا، بلکہ صرف اپنا ذاتی نفع چاہتا ہے، دوسرا شخص مال دار بھی نہیں ہے اور یورپ کا سند یافتہ بھی نہیں (یورپ کا سند یافتہ اس لئے بیان کیا گیا کہ آج کل تعلیم کا بہترین معیار غلطی سے فقط یہی سمجھا جاتا ہے) لیکن وہ اپنی قوم کے لئے ایثار اور قربانی کرتا ہے اور قوم کی خدمت میں منہمک ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ قوم کے لئے یہ دوسرا شخص زیادہ مفید ہے۔ ہم جب اپنی قومی تحریکوں پر نظر ڈالیں گے تو

صاف طور سے نظر آئے گا کہ ان کی تہ میں ایسے حضرات ہیں جو قوم کے لئے ایثار اور قربانی پر تیار تھے اور جنہوں نے اپنے ذاتی کاموں اور منافع کو نظر انداز کر کے ہمارے قومی کاموں میں اپنی قوتیں صرف کی ہیں۔ اور نہ تو وہ بڑے دولت مند تھے اور نہ یورپ کے سند یافتہ، بلکہ محض مخلص مسلمان تھے۔ اگر علم و دولت کے ساتھ قربانی بھی مل جائے تو سبحان اللہ۔ غرض ہمارا ایک حصہ ”روحانی ترقی“ چاہتا ہے، ”دنیاوی ترقی“ نہیں چاہتا دوسرا ”دنیاوی ترقی“ چاہتا ہے ”روحانی ترقی“ نہیں چاہتا۔ اور اس طرح ہم مذہب کے بعض حصے کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں ماننے۔ اس کا نتیجہ خود خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتلادیا ہے۔ فرمایا :

﴿ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ
ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا حِزْبٌ فِي الْخَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى
أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ ﴾ (البقرة : ۸۵)

”تو کیا تم کتاب الہی کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں ماننے، تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس کے سوا ان کا کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کی ذلت اور رسوائی ہو اور آخر کار قیامت کے دن بڑے سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں۔“

ہماری موجودہ ذلت اور پستی کا بڑا سبب تعلیم قرآن مجید کے خلاف دین و دنیا کی یہی علیحدگی ہے جس کی وجہ سے نہ تو ہم روحانی ترقی کر سکتے ہیں اور نہ مادی۔ اگر ہمارا روحانی طبقہ یہ سمجھے کہ قرآن کا یہ حکم ہے کہ مسلمان پوری دنیاوی طاقت حاصل کریں، تو وہ اپنے اوقات مسلمانوں کو دنیا میں مضبوط اور قوی بنانے میں صرف کریں جیسا کہ قرونِ اولیٰ کے بہترین مسلمانوں نے کیا تھا، اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ترقی کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اگر ہمارا دنیاوی طبقہ یہ خیال کرے کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح مذہب سے ہمارا بھی پورا تعلق ہے، اور وہ مذہبی بن جائے تو پھر اس صحیح مذہبی جذبے سے ان میں اس قسم کا ایثار اور قربانی پیدا ہو جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں پیدا ہوا تھا جس کی جھلک بعض مذہبی مسلمانوں میں نظر آتی ہے جو مذہب کے لئے ہر چیز نثار کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ جب ان میں یہ ایثار و قربانی کے جذبات پیدا ہو جائیں گے تو

پھر ان کے تمام قومی ترقی کے کام جن کی تاکید خود قرآن مجید کرتا ہے، سرسبز و جاندار ہو جائیں گے اور وہ قوم میں حقیقی زندگی اور قوت کی روح پھونک سکیں گے جس کے بغیر ہمارا سارا قومی نظام درہم برہم ہو رہا ہے اور ہماری تحریکیں موت کے جراثیم اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوتی ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں کی دنیاوی ترقی چاہتے ہیں، وہ مذہب کی طرف اس وجہ سے بھی مائل نہیں ہوتے کہ بعض مذہبی لوگوں نے جو غلطی سے یہ باتیں شائع کر رکھی ہیں کہ مسلمانوں کو دنیاوی ترقی نہیں کرنی چاہئے، مسلمانوں کو دنیا سے کچھ واسطہ نہ رکھنا چاہئے۔ دنیاوی ترقی تو کفار کا حصہ ہے۔ جس وقت ان خیالات کی قطعی تردید ہو جائے گی اور قرآن کی تعلیم اپنے اصلی رنگ میں پیش ہوگی تو مسلمانوں کی دنیاوی ترقی چاہنے والا طبقہ بھی بہت جلد مذہبی بن جائے گا، کیونکہ قرآن کی تعلیم کا خلاصہ ہے انتہائی دنیاوی ترقی اور انتہائی روحانی ترقی۔ چنانچہ بہترین صحابہ انتہائی روحانی ترقی کے ساتھ دنیاوی بادشاہ فاتح، گورنر، مالدار اور تاجر بھی تھے۔ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی تنزل کا پورا علاج یہی ہے کہ مسلمانوں کے دونوں طبقوں کو اپنے اپنے فرائض کا پورا احساس ہو اور وہ قرآن مجید کی صحیح تعلیم پر عمل کریں اور دین و دنیا کو علیحدہ نہ کریں۔ چونکہ قرآن مجید کی تعلیم کو پس پشت ڈالنے اور اس سے صحیح طریقہ سے استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے موجودہ تباہی نازل ہوئی ہے۔ اس لئے ہم کو اس بارے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ قرآن مجید کی تعلیم صحیح طریقہ سے شائع ہو۔ قرآن کی تعلیم کی صحیح اشاعت کا معیار میں پیشتر عرض کر چکا ہوں یہ کہ اس تعلیم سے اس قسم کے نتائج نکلیں جو قرآن کی صحیح تعلیم کے بہترین زمانے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نکل چکے ہیں۔ ان نتائج کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی صحیح تعلیم کے اثر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انتہائی روحانی اور مادی ترقیاں ساتھ ساتھ کیں اور دین و دنیا کو ایک دوسرے کا مخالف نہ سمجھا۔ امام رازی رضی اللہ عنہ نے مفصل بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ حیات دنیا کی مذمت کرنا بالکل غلط اور غیر ممکن ہے۔ اَعْلَمُ أَنَّ نَفْسَ هَذِهِ الْحَيَوَةِ الدُّنْيَا لَا يُمَكِّنُ ذَمُّهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس حیات دنیا کی برائی کی گئی ہے، جس کو لوہو لعب قرار دیا گیا ہے وہ اہل شرک و نفاق کی حیات دنیا ہے۔ يُرِيدُ حَيَاةَ أَهْلِ الشِّرْكِ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا آخرت تک کامیابی کے ساتھ پہنچنے کے لئے زادراہ ہے۔ اور چن کا ثواب ہمیں قیامت میں ملے گا وہ اعمال اسی دنیا میں رہ کر کئے جاسکتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۲، قسم دوم، صفحہ ۶۰)

فی الحقیقت بعض احادیث میں اس دنیا کی برائی بیان کی گئی ہے جس کے حصول میں خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کی مخالفت کی جانے اور ان کو فراموش کر دیا جائے۔ ((الذُّنُوبُ حِيفَةٌ وَظَالِمَاتُهَا كِلَابٌ)) کا یہی مطلب ہے، دوسرا ہونا ناممکن ہے۔

((الذُّنُوبُ سَجُنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) کا صحیح مطلب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے، سینکڑوں طالبانِ علم و معرفت ان کے ہمراہ تھے۔ ان کی اس شان کو دیکھ کر ایک یہودی نے کہا کہ مسلمانوں میں تو یہ مشہور ہے کہ ((الذُّنُوبُ سَجُنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) اور آپ تو اس شان و شکوہ کے ساتھ رہتے ہیں اور میری حالت اس قدر خراب ہے، پھر یہ حدیث کہاں سچ ہوئی! آپ نے فرمایا کہ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمنین کو جو نعمتیں آخرت میں ملنے والی ہیں اس کے مقابلہ میں دنیا کی نعمتیں ایسی ہیں جیسے قید خانہ میں قیدیوں کو کچھ مل جاتا ہے، اور کافروں کو جو تکالیف آئندہ پیش آنے والی ہیں ان کے مقابلے میں جو حالت بھی ان کے ساتھ اس دنیا میں ہو وہ گویا جنت ہے۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دونوں قسم کی ترقیوں کے حالات کو بالکل فراموش کر دیا گیا ہے، اس لئے میں بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہایت مختصر حالات اس طریقے سے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ انہوں نے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق روحانی اور مادی دونوں ترقیاں ساتھ ساتھ کیں۔

اسلام ان دونوں ترقیوں کا مؤید اور کفیل ہے۔ وہ دین و دنیا کو علیحدہ نہیں کرتا، بلکہ خدا کے احکام کے مطابق دنیاوی ترقی کو عین مذہب قرار دیتا ہے۔ یہ ہماری سخت غلطی ہے کہ ہم نے اسلام کی اس خصوصیت کو بالکل بھلا کر اپنی حالت بالکل خراب کر لی ہے۔ عام طور سے اب بہترین مذہبی آدمی وہ سمجھا جاتا ہے جو نماز اور روزے کے علاوہ صرف نوافل کثرت سے پڑھے اور اوراد و وظائف میں مشغول رہے، دنیاوی کاموں سے تعلق نہ رکھے، گوشہ نشین ہو اور دنیا و مافیہا سے بے خبر رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پر غور کرنے سے ہماری یہ غلطی نمایاں طریقہ سے معلوم ہوگی اور ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام اور دنیاوی ترقی کس طرح ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روحانی ترقی کے حالات تو ہمارے پیش نظر ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ کس خشوع و خضوع سے وہ نماز اور ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔ اکثر اوقات پوری پوری رات اللہ کے ذکر و تلاوت قرآن میں گزار دیتے تھے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو پیش نظر رکھتے تھے، کس طریقے سے وہ روزہ اور حج اور زکوٰۃ کے پابند تھے اور ہر وقت اپنی جان و مال، عزیز و اقارب کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور ہر طرح کی تکالیف و مصائب راہ حق میں برداشت کرتے تھے۔ ان کے بارے میں اس زمانے کے اقوام کا خیال تھا۔

بِاللَّيْلِ زُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ (ابن اثیر)

”رات کے وقت راہب ہوتے ہیں اور دن کے وقت سپاہی بن جاتے ہیں۔“

لیکن ہمارے پیش نظر وہ حالات نہیں ہیں جو اس روحانی ترقی کے ساتھ وہ دنیا سے متعلق کرتے تھے۔ اور اس لئے اسلام کے پورے چہرہ پر نقاب پڑ گیا اور اسلام کا اصلی اور پورا چہرہ نظر نہیں آتا اور اس کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے ہماری حالت خراب ہو گئی ہے۔ اور ہم نے دین و دنیا کو علیحدہ کر کے گویا ایک نیا طریقہ قائم کر لیا ہے جو تعلیم قرآن کے بالکل مخالف ہے اور ہماری تمام پستیوں اور ذلتوں کا اصل ذمہ دار ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی تمام قوت اور جان و مال اللہ کے احکام کے مطابق کام کرنے میں صرف کر دی تھی۔ اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم اپنی جان و مال اور تمام قوتیں اللہ کے سپرد کر چکے، جو اُس کا حکم ہو گا اسی کے مطابق عمل کریں گے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

(التوبة : ۱۱۱)

”اللہ نے مسلمانوں سے اُن کے مال اور اُن کی جانیں خرید لی ہیں، اُس کے عوض ان کے لئے جنت ہے۔“

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾

(الانعام : ۱۶۲)

”کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ (ہی) کے لئے ہے۔“

چونکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مسلمان روحانی ترقی کے ساتھ دنیاوی ترقی بھی کریں :

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾

(الجمعة : ۱۰)

”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں لگ جاؤ۔“

﴿رَبِّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِيَتَّبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ﴾

(بنی اسرائیل : ۶۶)

”تمہارا پروردگار وہ ہے جو جہازوں کو سمندر میں چلاتا ہے، تاکہ تم اس کا فضل (یعنی معاش) طلب کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعانا لکھنے کی ہدایت فرمائی ہے :

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً...﴾ (البقرة : ۲۰۱)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمام تر توجہ احکام قرآن مجید پر عمل کرنے میں مصروف رہی، اسلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیاوی ترقی بھی قرآن ہی کے احکام سے ماخوذ ہے اور اسلئے وہ مذہب سے علیحدہ نہیں، بلکہ مذہب کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کے دنیاوی ترقی کے حالات کو بھی ان کی مذہبی ترقی کے ایک حصے سے تعبیر کیا جائے گا۔

روحانی ترقی اور دنیاوی ترقی الگ الگ تعبیر کرنے میں ہم اس لئے مجبور ہو گئے ہیں کہ اس زمانہ میں یہ دونوں ترقیاں علیحدہ علیحدہ متضاد تصور کر لی گئی ہیں۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ کہنا کہ ان کی دنیاوی ترقی یہ ہے اور روحانی ترقی یہ ہے، بالکل غلط ہے۔ انہوں نے صرف ایک جامع ترقی کی ہے جو روحانی اور دنیاوی دونوں ترقیوں پر مشتمل ہے (جسے ہم روحانی بھی کہہ سکتے ہیں اور دنیاوی بھی)

صحابہ کرامؓ کی دنیاوی ترقی کا حال

اب صحابہ کرامؓ کی ترقی کے اس حصے کو پیش کرتا ہوں جس کو ہم نے فراموش کر دیا ہے۔ یعنی ان کی دنیاوی ترقی کے چند واقعات پیش کرتا ہوں۔ انتہائی دنیاوی ترقی کا خلاصہ یہ ہے :

① حکومت ② دولت ③ غلبہ

صحابہ کرامؓ کو حکومت اور دولت میں بھی کافی حصہ ملا اور ان کو غلبہ بھی پورا پورا حاصل ہوا۔ اور جن اخلاق و اعمال سے یہ ترقیاں حاصل ہوتی ہیں اور قائم رہتی ہیں وہ بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ حسب ذیل واقعات سے صحابہ کرامؓ کی دنیاوی ترقی کا حال معلوم ہو گا۔

① حکومت

﴿ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۗ ﴾

(النور : ۵۵)

”تم لوگوں میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہیں ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کی خلافت ضرور دے گا جیسے ان لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے مضبوط کر کے رہے گا اور خوف و خطر جو ان کو لاحق ہے اس کے بعد ان کو اس کے بدلہ میں امن دے گا۔“

﴿ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۚ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ غَابِرِينَ ۝ ﴾ (الانبیاء : ۱۰۶، ۱۰۵)

”اور ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔ عابدین کو اس میں (ایک بشارت کا) پہنچا دیتا ہے۔“